ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

دورِ حاضر میں اسلامی وغیر اسلامی تعریفاتِ معاشیات: تقابلی مطالعہ

CONTEMPORARY DEFINITIONS OF ECONOMICS IN ISLAMIC AND NON-ISLAMIC PERSPECTIVES: A COMPARATIVE STUDY

Hafiz Farhal Ameer
Teaching Staff, Punjab Education Department;
Ph.D. Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.
Hafiza Ambreen Fatima
Ph.D. Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.

Abstract

This research article provides a comprehensive comparative analysis of the definitions of economics in contemporary times from both Islamic and non-Islamic (Western) perspectives, along with their philosophical foundations and practical implications. The study explores how Islamic economics is rooted in divine guidance, moral responsibility, and the holistic concept of human welfare (Falah), which encompasses both worldly prosperity and eternal salvation. Prominent Muslim scholars such as Imam Muhammad al-Shaybani, Ibn Khaldun, Shah Waliullah, and modern thinkers like Muhammad Akram Khan have presented economics as a system of ethical livelihood, distributive justice, and collective cooperation based on the Qur'an and Sunnah. In contrast, Western economics, as defined by Adam Smith, Alfred Marshall, and Lionel Robbins, centers on material wealth, utility maximization, and resource allocation without any spiritual or ethical framework. The article concludes that while Western economics focuses solely on worldly gains and individual interest, Islamic economics aims at establishing a just, balanced, and God-conscious society. The paper ultimately advocates that the path to true and sustainable economic well-being lies in adopting the values and principles of Islamic economics.

Keywords: Islamic Economics, Western Economics, Falah, Ibn Khaldun, Adam Smith, Ethical Economy, Human welfare

ہر علم کا ایک مرکزی محور ہوتا ہے جس کے ارد گرد اس علم کا تانا بانا بنا جاتا ہے اور وہ ہی مرکزی محور اس علم کا نفس مضمون ہوتا ہے۔ معاشیات کا نفس مضمون "ع، ی، ش" سے ظاہر ہے۔ زندہ رہنا، رندہ رکھنا یعنی زندگی گزر بسر کرنے کے مسائل وغیرہ[1]۔ یہ علم اس سمت میں بحث کرتا ہے کہ اللہ پاک کے پیدا کردہ وسائل سے اپنی حوائج کو کس طرح پورا کیا جائے۔ گویا علم معاشیات فلاحِ انسانی کا ضامن ہے۔

چونکہ معاشیات کا تعلق حوائجِ انسانی سے ہے۔ اس لئے علم معاشیات اس وقت سے کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ طبعی لہذا سے انسان کو بھوک مٹانے اور زندگی گزارنے کیلئے روٹی کی ضرورت تھی۔ انسان نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے زمین سے رزق تلاش کیا۔ سردی، گرمی، بارش، آندھی اور دیگر آفاتِ سماویہ وغیر سماویہ سے بچنے کے لئے کوئی پناہ درکار تھی۔ لہذا اس کے لئے غاریں تلاش کیں۔ پھر آہستہ آہستہ مکانات تعمیر کئے، اسی طرح اپنے بدن کو ڈھاپنے کے لئے ستر کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو مختلف طرق سے پورا کیا۔ آبادی میں اضافہ ہوتا گیا۔ ذرائع پیداوار انسانوں کی زیرِ ملکیت آ گئے اور تقسیم در تقسیم ہو کر کئی ہاتھوں میں بٹ گئے۔ ضروریاتِ انسانی کو پورا کرنے کے لئے پیداوار کو بڑھانے کے لئے مختلف اسباب کو تلاش کیا جانے لگا۔ اس طرح معیشت ایک علم کا رنگ اختیار کرنے لگی اور معاشیات کے ماہرین پیدا ہونے لگے۔ ان ماہرینِ معاشیات نے اپنے اپنے ادوار کے حالات کے مطابق معاشیات کی مختلف تعریفات بیان کیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اتنے مختلف الفاظ میں تعریفات مخترع ہوئیں کہ علم معاشیات ان تعریفات کے بوجھ تلے دب گیا۔

بہر حال علم معاشیات میں وسعت پیدا ہوتی گئی۔ متقدمین ماہرینِ معاشیات نے معاشیات کو مالی امور تک ہی محدود رکھا جبکہ متاخرین ماہرینِ معاشیات نے معاشیات کو فلاحِ انسانی کا ذریعہ قرار دیا۔ لہذا مختلف ادوار میں مختلف ماہرینِ معاشیات نے مسئلہ معیشت پر بہت کچھ لکھا۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

[1] معلوف، لویس، المنجد، مترجم: عبد الحفیظ بلیاوی، الطبعة (بدونه) ناشر: افضل شریف پرنٹرز، لاہور۔ ص:597

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

معیشت کا لغوی معنی ومفہوم:

معاش عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ "عیش "(ع۔ی۔ش) ہے۔جس کے معنی خوراک، رزق اور گزران کے ہیں۔

ابن منظور افریقی العیش کا معنی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

العیش: الحیاۃ ، عاش یعیش عیشا وعیشۃ والمعیشۃ: ما یعاش بہ ۔[2]

ترجمہ: العیش کا معنی ہے زندگی یہ عاش یعیش اور عیشۃ سے ماخوذ ہے اور معیشت سے مراد وہ ذرائع ہیں جن سے زندگی بسر کی جاسکے۔

صاحب القاموس لکھتے ہیں:

المعیشۃ التی تعیش بھا من المطعم والمشرب وما تکون بہ الحیاۃ وما یعاش بہ۔[3]

ترجمہ: معیشت سے مراد کھانے پینے کے وہ ذرائع ہیں جن پر زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے اور جن سے زندگی بسر کی جاتی ہے۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

العیش: الحیاۃ المختصۃ بالحیوان وھو اخص من الحیاۃ لان الحیاۃ تقال فی الحیوان و فی الباری تعالی ، وفی الملک ، ویشق منہ المعیشۃ لما یتعیش منہ۔ [4]

ترجمہ: العیش اس زندگی کو کہتے ہیں جو حیوانات کے ساتھ خاص ہے اور یہ لفظ (العیش) الحیاۃ کے مقابلہ میں خاص ہے کیونکہ الحیاۃ کا لفظ حیوان، باری تعالیٰ اور ملائکہ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے اور العیش سے لفظ المعیشۃ ہے جس کے معنی ہیں سامانِ زیست، کھانے پینے کی وہ تمام چیزیں جن پر زندگی بسر کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا لغوی تعریفات کا کا ماحاصل یہ ہے کہ "العیش" اور "المعیشۃ" کا تعلق بنیادی طور پر زندگی گزارنے کے ان ذرائع سے ہے جن کے ذریعے انسان یا حیوان اپنی روزمرہ ضروریات پوری کرتے ہیں۔ابن منظور افریقی، صاحب القاموس اور امام راغب اصفہانی تینوں کے نزدیک "معیشت "زندگی سے جڑی ہوئی ایسی حالت یا سامانِ زیست کا نام ہے جس میں کھانے پینے اور ضروریاتِ حیات کی فراہمی شامل ہو۔ان کے مطابق معیشت نہ صرف زندگی کا ذریعہ ہے بلکہ وہ تمام وسائل بھی اس میں شامل ہیں جو کسی فرد یا معاشرے کو زندہ رکھنے اور فعال بنانے میں مددگار ہوتے ہیں۔

مسلم مفکرین کی آراء میں معیشت کی تعریف:

اسلام میں زندگی کے تمام شعبوں کے مابین گہرا ربط ہے۔خواہ ان شعبوں کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات سے خواہ اخلاقیات سے یا سیاسیات سے خواہ عمرانیات سے ہو یا پھر معاشیات سے، اس لئے جب اسلام کی رو معاشیات کی تعریف کریں گے تو تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھنا پڑے گا۔

فقہ حنفی کے عظیم پیشوا امام محمد بن حسن الشیبانی اپنی کتاب الکسب میں رقم طراز ہیں۔

ثم الکسب نوعان کسب من المرء لنفسہ وکسب منہ علی نفسہ فالکاسب لنفسہ ھو الطالب لما لابد لہ من المباح والکاسب علی نفسہ ھو الباغي لما علیہ فیہ جناح نحو ما یکون من السارق والنوع الثاني حرام بالإتفاق والمذھب عند الفقھاء من السلف والخلف رحمھم اللہ أن النوع الأول من الکسب مباح علی الاطلاق بل ھو فرض عند الحاجۃ۔[5]

ترجمہ: پھر کسب (روزی کمانا) کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو انسان اپنی ذات کے لیے کرتا ہے، اور دوسری وہ جو وہ اپنے نفس پر (گناہ کے طور پر) کرتا ہے۔جو شخص اپنی ذات کے لیے کسب کرتا ہے، وہ اس مباح (جائز) چیز کا طلب گار ہوتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں، اور جو شخص اپنے نفس پر کسب کرتا ہے، وہ ایسی چیز کا طلب گار ہوتا ہے جس میں گناہ ہوتا ہے، جیسے چور۔دوسری قسم (یعنی گناہ کے ساتھ کمائی) اتفاقِ رائے سے حرام ہے۔ اور فقہائے سلف وخلف رحمھم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ پہلی قسم کا کسب مطلق طور پر مباح ہے، بلکہ حاجت کے وقت فرض ہو جاتا ہے۔

مشہور مسلم مفکر ابن خلدون نے معیشت کی درج ذیل تعریف بیان کی ہے۔

---

[2] ابن منظور ،محمد بن مکرم، لسان العرب، الطبعۃ الثالثۃ: 1414ھ، ناشر: دار صادر، بیروت۔ ج :6 ، ص : 321

[3] فیرو ز آبادی، محمد بن یعقوب، متوفی:817ھ، القاموس المحیط، الطبعۃ (بدونہ)، ناشر: المؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت۔ ج:1، ص:291

[4] اصفہانی ، الحسین بن محمد، متوفی : 502ھ، المفردات الفاظ القرآن، الطبعۃ الاولی : 1412ھ، ناشر: دار القلم ، دمشق، بیروت۔ج:1، ص : 596

[5] الشیبانی، محمد بن حسن، متوفی: 189ھ، الکسب، الطبعۃ الاولی: 1400ھ، ناشر: عبد الھادی حرصونی، دمشق۔ ج:1، ص:37

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ان المعاش هو عبارة عن ابتغاء الرزق و السعی فی تحصیله۔[6]

ترجمہ: "معاش رزق ڈھونڈنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کی جانے والی جدوجہد کا نام ہے۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ معیشت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

هو الحكمة الباحثة عن كيفية اقامة المعادلات والمعاونات والاكتساب على الارتفاق الثانی۔[7]

"ارتفاق ثانی کے باب میں افرادِ معاشرہ کے اشیاء کے باہمی تبادلہ، ایک دوسرے سے معاشی تعاون اور ذرائع معیشت و آمدن کی حکمت سے بحث کرنے کا نام علم معیشت ہے،"

محمد اکرم خان نے معیشت کی تعریف یوں کی ہے۔

Islamic economics aims at the study of human Falah achieved by organizing the resources of earth on the basis of cooperation and participation.[8]

"معاشیات اسلام کا مقصد، انسانی فلاح کا مطالعہ کرنا جو کہ زمینی وسائل کو منظم کرنے، حصہ لینے اور باہمی تعاون سے حاصل ہوتی ہے۔"

عام الفاظ میں معاشیات کی تعریف درج ذیل ہے۔

"علم معاشیات زندگی کا وہ مالی شعبہ ہے جو قرآن وحدیث، اجماع اور قیاس کی مکمل ہدایات کے مطابق انسانی فلاح کے لئے منضبط ہوتا ہے۔"

مندرجہ بالا اسلامی مفکرین کی معیشت سے متعلق تعریفات سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی معیشت دراصل ایک ایسا منظم اور اخلاقی نظام ہے جو انسانی فلاح، عدل، اور باہمی تعاون کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے۔ امام محمد الشیبانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک روزی کمانے کے دو پہلو ہیں: جائز ذریعہ معاش، جو کبھی فرض بھی ہو جاتا ہے، اور ناجائز کمائی بھی، جو متفقہ طور پر حرام ہے۔ ابن خلدون کے مطابق معیشت رزق کی تلاش اور اس کے حصول کی مسلسل جدوجہد کا نام ہے۔ شاہ ولی اللہ معیشت کو ایک حکمت پر مبنی علم قرار دیتے ہیں جو باہمی تبادلے، تعاون اور آمدن کے ذرائع کی تنظیم پر مبنی ہے۔ محمد اکرم خان اور دیگر علماء کے مطابق اسلامی معیشت زمینی وسائل کو باہمی تعاون اور شرکت کی بنیاد پر منظم کر کے انسانی فلاح کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور یہ پورا نظام شریعت اسلامی کی بنیادوں یعنی قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس پر قائم ہوتا ہے۔

غیر مسلم مفکرین کی آراء میں معیشت کی تعریف:

مسلم مفکرین کے علاوہ غیر مسلم مفکرین نے بھی معاشیات کو متعارف کروانے میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔ بالخصوص مغرب میں اس علم کا اجراء ایڈم سمتھ نے کیا اور پہلی بار معاشیات کو بطور علم متعارف کروانے کا سہرا بھی اسی کے سر پر ہے۔

ایڈم سمتھ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں معیشت کی تعریف یوں کی ہے۔

Adam Smith, known as the father of economics, wrote the first fullscale treatise on economics in 1776, at that time the name given to economics was “Political Economy”. The of Smith’s book is Inquiry into the Nature and cause of the Wealth of Nation. It is popularly known as The Wealth of Nation. In his book he describes Economics is a study of wealth.[9]

ایڈم اسمتھ، جس کو معاشیات کا بانی (باپ) کہا جاتا ہے، نے 1776 میں معاشیات پر پہلا مکمل اور جامع رسالہ لکھا۔ اس وقت معاشیات کو سیاسی معیشت کہا جاتا تھا۔ اسمتھ کی کتاب کا نام "Inquiry into the Nature and Causes of the Wealth of Nations" ہے، جسے عام طور پر "The Wealth of Nations" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اپنی اس کتاب میں اس نے معاشیات کو دولت کے مطالعے کے طور پر بیان کیا ہے۔

---

[6] ابن خلدون، عبدالرحمان بن محمد، متوفی 808ھ، دیوان المبتداء و الخبر فی تاریخ العرب و البربر ومن عاصرهم من ذوی الشان الاکبر، الباب الخامس من الکتاب الاول، الطبعة الثانیة: 1408ھ، ناشر: دار الفکر، بیروت۔ ج:1، ص:479

[7] شاہ ولی اللہ، محمد بن عبد الرحیم، متوفی:1176ھ، حجة الله البالغة، مترجم: محمد منظور الوحیدی، الطبعة (بدونه)ناشر: غلام علی اینڈ سنز، ج:ا، ص:115

[8] Muhammad Akram khan , Definition and Nature of Islamic Economics, Journal of Research in Islamic Economics, Vol :1, No : 2 , 1984

[9] Sampat Mukherjee, Modern Economic Theory, 4th ed. (New delhi: New Age International (p) Limited publishers. p:5.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

گویا کہ اس کے نزدیک معاشیات ایک ایسا علم ہے جو پیدائشِ دولت، صرفِ دولت، تقسیمِ دولت اور تبادلہِ دولت سے بحث کرتا ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں کیمرج یونیورسٹی کے ممتاز ماہر معاشیات پروفیسر الفریڈ مارشل نے اپنی مایہ ناز تصنیف "اصول معاشیات" میں معاشیات کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

> "Economics is a study of man's action in the ordinary business of life; it examines that part of individuals and social action which is most closely connected with the attainment and with the use of the material requisites of well being."[10]

معاشیات میں انسان کے ان افعال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جس کا تعلق روزمرہ معاملات سے ہے۔ یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی سعی و کوشش کے اس حصہ کا جائزہ لیتا ہے جس کا اس چیز سے گہرا رشتہ ہوتا ہے کہ خوش حال زندگی کے مادی لوازمات کس طرح حاصل اور استعمال کئے جاتے ہیں۔ پس معاشیات ایک طرف تو دولت کا علم ہے اور دوسری طرف خود انسانی زندگی کے ایک پہلو کا ہے۔

The following points can be inferred from this definition:

* Economics is related to the daily affairs of human life
* Economics is concerned with the entire society, in which people live together, earn wealth, and spend it.
* Economics is not merely the acquisition of wealth; rather, wealth is earned in order to fulfill material needs, which in turn contributes to human welfare.
* Economics is connected to those human efforts which result in the fulfillment of material requirements.

اس تعریف سے درج ذیل امور کا استنباط ہوتا ہے۔

* معاشیات کا رشتہ و تعلق انسان کی روزمرہ زندگی کے معمولات سے ہے۔
* معاشیات کا تعلق مکمل معاشرے سے ہے جس میں لوگ باہم مل کر زندگی بسر کر کے دولت کماتے اور خرچ کرتے ہیں۔
* معاشیات صرف دولت کے حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ دولت تو اس لئے کمائی جاتی ہے تاکہ اس دولت کے ذریعے مادی ضروریات پوری کی جاسکیں تاکہ فلاحِ انسانی میں اضافہ ہو سکے۔
* انسان کی ان کوششوں سے معاشیات کا تعلق ہے جن کوششوں کے نتیجے میں انسان کے مادی لوازمات کا حصول ہوتا ہے۔

پروفیسر رابنز نے معاشیات کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے۔

> "Economic is the science that studies human behavior as a relationship between ends and scarce means with alternative uses."[11]

یعنی معاشیات انسان کے اس طرزِ عمل کا مطالعہ کرتی ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بنا پر اختیار کیا جاتا ہے جبکہ یہ ذرائع متبادل مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

We may say that, Robbins based his definition of economics on the following realities of human life:

* Human wants and needs are unlimited.
* Some of these wants are more important than others.
* The resources available to fulfill these wants and needs are limited.
* All resources, such as money and wealth, can be used for multiple purposes.

---

[10] Marshall, A. (1930). Principles of economics: An introductory volume (8th ed.). Macmillan and Co., Limited. P:1

[11] Kewal Krishan Dewett, Modern Economic Theory. (Delhi: Emer Publishing Co., n.d), P: 4.

ہم کہہ سکتے ہیں کہ رابنز نے اپنی اس تعریف کی بنیاد انسانی زندگی کی درج ذیل حقیقتوں پر رکھی ہے۔

* انسانی خواہشات واحتیاجات لامحدود ہیں۔
* ان خواہشات میں سے کچھ اہم اور کچھ کم اہم ہیں۔
* انسان کی خواہشات واحتیاجات کو پورا کرنے کے لئے ذرائع وسائل محدود ہیں۔
* تمام ذرائع مثلاروپیہ پیسہ وغیرہ مختلف مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا غیر مسلم مفکرین کی معیشت سے متعلق تعریفات سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک معیشت ایک سیکولر، دنیاوی اور مادی علم ہے، جس کا مقصد دولت کے حصول، اس کی تقسیم، خرچ اور تبادلہ کے طریقوں کو سمجھنا ہے۔ ایڈم اسمتھ نے معیشت کو "دولت کے مطالعے" سے تعبیر کیا، جبکہ الفریڈ مارشل نے اسے انسان کی خوشحال زندگی کے مادی اسباب کے حصول واستعمال سے متعلق قرار دیا۔ رابنز نے معیشت کو محدود وسائل اور لامحدود خواہشات کے درمیان توازن پیدا کرنے والا علم کہا۔ ان سب تعریفات کا مرکز ومحور انسانی ضروریات، خواہشات، وسائل کی کمی، اور ان وسائل کا زیادہ سے زیادہ مؤثر استعمال ہے۔ گویا غیر مسلم مفکرین کی معیشت کی سوچ مادی فلاح، دنیاوی آسائشات اور عقلیت پسندی پر مبنی ہے، جس میں اخلاقی یا روحانی پہلو کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔

مسلم وغیر مسلم مفکرین کی تعریفات کا تقابلی جائزہ

معیشت کی بنیاد:

مسلم مفکرین کی معیشت کی تعریف ایک دینی اور اخلاقی بنیاد پر استوار ہے، جس میں وحی الٰہی، حلال و حرام کا تصور، اور انسانی فلاح کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی معیشت میں روزی کمانا صرف دنیاوی سرگرمی نہیں بلکہ عبادت کا درجہ رکھتا ہے، حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

عن الحسن قال:ما أنفق رجل على أهله في غير إسراف، ولا إقتار فهو في سبيل الله عز وجل۔[12]

ترجمہ: "جو شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، بغیر اسراف (فضول خرچی) اور تنگی (کنجوسی) کے، تو وہ اللہ کے راستے میں (خرچ کرنا) شمار ہوتا ہے۔" جیسا کہ امام محمد الشیبانی نے جائز اور ناجائز کمائی کی واضح تفریق بیان کی ہے، اور شاہ ولی اللہ نے اس نظام کو عدل، توازن اور معاشرتی تعاون پر مبنی قرار دیا ہے۔

اس کے برعکس، غیر مسلم مفکرین جیسے ایڈم اسمتھ، الفریڈ مارشل اور رابنز نے معیشت کی بنیاد عقلیت پسندی، تجربہ اور مادی ضروریات پر رکھی ہے۔ ان کے نزدیک معیشت ایک دنیاوی علم ہے جو دولت کے حصول بحث کرتا ہے۔ مشہور مغربی معیشت دان John Stuart Mill کے مطابق سیاسی معیشت کیا ہے؟ اس کا اندازہ ان الفاظ سے ہو جاتا ہے۔

> "Political economy is a science which teaches or professes to teach in what manner a nation may be made rich."[13]

"سیاسی معیشت ایک ایسا علم ہے جو یہ سکھاتا ہے یا سکھانے کا دعویٰ کرتا ہے کہ ایک قوم کو کس طریقے سے دولت مند بنایا جا سکتا ہے۔"

لہذا مسلم مفکرین اور اسلام میں معیشت کی بنیاد دینی اور اخلاقی پہلوؤں پر ہے جبکہ غیر مسلم مفکرین کے ہاں معیشت کی بنیاد مادیت پر منحصر ہے کہ امیر کس طرح بنا جا سکتا ہے۔

---

[12] بیہقی، احمد بن الحسین، متوفی 458ھ، شعب الایمان، الاقتصادفی النفقة وتحریم اکل المال الباطل، الطبعة الاولی:1423ھ، ناشر: مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض، ج: 8، ص:492

[13] Mill, J. S. (1948). Essays on some unsettled questions of political economy (No. 7 in Series of Reprints of Scarce Works on Political Economy). London: The London School of Economics and Political Science. P123.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

معیشت کا مقصد:

اسلامی معیشت کا بنیادی مقصد انسانی فلاح (Falah) ہے، جو نہ صرف دنیاوی بلکہ اخروی فلاح کو بھی شامل کرتی ہے۔ اس نظام میں دولت کا مقصد انسانوں کی ضرورت پوری کرنا اور عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا ہے۔ معیشت کو اس طرح منظم کیا جاتا ہے کہ ہر فرد کو رزقِ حلال، معاشرتی تحفظ اور باہمی تعاون میسر ہو۔ اس کے لئے دین اسلام میں تقسیم دولت کا بہترین اصول وضع فرمایا۔ جس کو قرآن کریم میں یوں ذکر کیا گیا ہے۔ کی لایکون دولة بین الاغنیاء منکم۔[14]

ترجمہ: تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان (ہی) گردش کرنے والی نہ ہو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ غریب اور حاجت مند افراد نقصان میں رہیں، اس آیت مبارکہ میں ارتکازِ دولت سے منع ہونا سمجھ آتا ہے۔

قرآن پاک میں ہی ایک اور جگہ پر ارشاد ہوتا ہے۔ وفی اموالهم حق للسائل والمحروم۔ ترجمہ: اور ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم کا حق تھا۔

{وفي أموالهم حق للسائل} لمن يسأل لحاجته {والمحروم} أي الذي يتعرض ولا يسأل حياء۔[15]

اس آیت میں پرہیزگاروں کے بارے میں بیان کیا گیا کہ ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم کا حق تھا۔ مانگنے والے سے مراد وہ ہے جو اپنی حاجت کے لئے لوگوں سے سوال کرے اور محروم سے مراد وہ ہے جو حاجت مند ہو اور حیاء کی وجہ سے سوال بھی نہ کرے۔

جبکہ مغربی مفکرین کے نزدیک معیشت کا مقصد صرف دنیاوی خوشحالی، ذاتی مفاد اور مادی ضروریات کی تکمیل ہے۔ ایڈم اسمتھ دولت کو معاشیات کا مرکز قرار دیتا ہے، اور رابنز اسے محدود وسائل اور لامحدود خواہشات کے درمیان توازن پیدا کرنے کا علم کہتا ہے، جس کا مقصد صرف دنیاوی و مادی فلاح ہے، مشہور مغربی مفکر رابنز کے نزدیک ہے۔

"Economic is the science that studies human behavior as a relationship between ends and scarce means with alternative uses."[16]

یعنی معاشیات انسان کے اس طرزِ عمل کا مطالعہ کرتی ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بناپر اختیار کیا جاتا ہے جبکہ یہ ذرائع متبادل مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

اسلامی معیشت میں بنیادی مقصد فلاحِ انسانی ہے اور اس کے لئے اسلامی معاشرے میں اصول وضوابط کو وضع کیا گیا ہے۔ جبکہ مغربی معیشت دانوں کے ہاں فلاحِ انسانیت کا تصور نہیں ہے بلکہ صرف دنیاوی خوشحالی، ذاتی مفاد اور مادی ضروریات کی تکمیل ہے۔

معیشت میں تصورِ انسان:

اسلامی معیشت میں انسان کو ایک اخلاقی، عبادت گزار، اور ذمہ دار مخلوق سمجھا جاتا ہے، جس کی معاشی سرگرمیاں شریعت کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ انسان کے معاشی افعال بھی آخرت میں اس کے حساب و کتاب کا حصہ بنیں گے، اس لیے وہ دولت کے حصول میں اخلاقی اصولوں کا پابند ہوتا ہے۔ اس حوالے سے امام ترمذی نے اپنی مایہ ناز تصنیف جامع الترمذی میں حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔

عن ابن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تزول قدم ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسأل عن خمس، عن عمره فيم أفناه، وعن شبابه فيم أبلاه، وماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه، وماذا عمل فيما علم۔[17]

---

[14] القرآن، الحشر: 7:59

[15] النسفی، عبد الله بن احمد، متوفی 710ھ، مدارک التنزیل وحقائق التاویل ،سورة الذٰریات تحت الآیة 19، الطبعة الاولی: 1419ھ، ناشر: دار الکلم الطیب ،بیروت۔ ج:3، ص:373

[16] Dewett, K. K. (n.d.). Modern Economic Theory. (Delhi: Emer Publishing Co.), P: 4.

[17] ترمذی،محمد بن عیسٰی، (ابو عیسٰی)، متوفیٰ : 279ھ، جامع الترمذی،ابواب صفة القیامة والقرقائق والورع، باب فی القیامة،الطبعة :

1998ء، ناشر: دار الغرب الاسلامی ، بیروت۔ ج:4، ص: 190

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ابنِ آدم کے قدم اپنے رب کے حضور سے ہل نہیں سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: اُس نے اپنی عمر کس کام میں گزاری؟ اپنی جوانی کس کام میں کھپائی؟ مال کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور جو کچھ علم حاصل کیا، اُس پر کتنا عمل کیا؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں انسان کی زندگی، جوانی، مال کمانا اور مال خرچ کرنا سب اللہ کی امانت ہیں، اور قیامت کے دن ان سب کے بارے میں جوابدہی ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ اسلام میں معیشت صرف دولت کمانے کا نام نہیں، بلکہ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ مال کہاں سے کمایا گیا اور کہاں خرچ کیا گیا۔

اس کے برعکس مغربی معیشت میں انسان کا تصور صرف ایک "معاشی انسان" (economic man) کا ہے، جو اپنی خواہشات کی تکمیل، ذاتی فائدے اور زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اس تصور میں اخلاقی یا دینی ذمہ داریوں کو کوئی دخل حاصل نہیں۔

> "Pleasure and pain are undoubtedly the ultimate objects of the calculus of economics. To satisfy our wants to the utmost with the least effort, to procure the greatest amount of what is desirable at the expense of the least that is undesirable — in other words, to maximize pleasure — is the problem of economics."[18]
>
> "لذت اور تکلیف بلاشبہ معاشیات کے حسابی اصول (calculus) کا آخری مقصد ہیں۔ ہماری خواہشات کو کم سے کم محنت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حد تک پورا کرنا، جو چیزیں پسندیدہ ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا اور ناپسندیدہ چیزوں کی قیمت کم سے کم ادا کرنا — دوسرے الفاظ میں، لذت کو زیادہ سے زیادہ بنانا — یہی معاشیات کا مسئلہ ہے۔"

William Stanley Jevons is saying that:

* Economics is about pleasure and pain — people make choices to get the most pleasure and avoid pain.
* Our goal in economics is to satisfy our needs and wants as much as possible,
* But we want to do it with the least effort and least cost.

In simple words, we try to get the most benefit with the least sacrifice. That is the main problem economics tries to solve: How can we get more of what makes us happy (pleasure) while avoiding things that make us unhappy (pain)?

ولیم اسٹینلے جیونز یہ کہنا چاہتا ہے کہ:

* معاشیات خوشی اور تکلیف (pleasure and pain) کے بارے میں ہے — انسان وہ انتخاب کرتا ہے جس سے اُسے زیادہ خوشی حاصل ہو اور کم سے کم تکلیف ہو۔
* معیشت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی ضروریات اور خواہشات کو زیادہ سے زیادہ پورا کریں۔
* لیکن ہم یہ سب کم سے کم محنت اور کم سے کم خرچ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سادہ الفاظ میں: ہم کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ فائدہ حاصل کریں اور کم سے کم قربانی دیں۔ یہی معیشت کا بنیادی مسئلہ ہے کہ ہم کس طرح وہ چیزیں زیادہ حاصل کریں جو ہمیں خوشی دیتی ہیں، اور ان چیزوں سے بچیں جو ہمیں تکلیف دیتی ہیں۔

اسلام میں انسان کی زندگی، جوانی، مال کمانا اور مال خرچ کرنا سب اللہ کی امانت ہیں، اور قیامت کے دن ان سب کے بارے میں جوابدہی ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ اسلام میں معیشت صرف دولت کمانے کا نام نہیں، بلکہ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ مال کہاں سے کمایا گیا اور کہاں خرچ کیا گیا۔ یہ تصور مغربی معیشت کے اس نظریے سے مختلف ہے، جہاں زیادہ تر زور صرف فائدہ اور نفع پر ہوتا ہے، جبکہ اسلام میں حلال کمائی، دیانتداری، اور مال کے درست استعمال کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔

[18] Jevons, W. S. (1879). The theory of political economy (2nd ed., revised and enlarged). Macmillan and Co. P:108.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

معیشت میں وسائل کا استعمال:

اسلامی نقطہ نظر کے مطابق، دنیاوی وسائل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت ہیں، جنہیں عدل، توازن اور ضرورت کے مطابق استعمال کرنا واجب ہے۔ اسراف، ذخیرہ اندوزی، اور حرام ذرائع سے فائدہ اٹھانا ممنوع ہے۔ اسلام نے کسبِ دولت کے اصول و قوانین وضع لئے ہیں، ان اصولوں کی روشنی میں ہی کسب دولت ہو گی اسی طرح صرف دولت کا ایک ضابطہ دیا ہے اسی کے مطابق دولت خرچ ہو گی۔ یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذالک قواما۔[19]

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

یہاں کامل ایمان والوں کے خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جارہا ہے کہ وہ اسراف اور تنگی دونوں طرح کے مذموم طریقوں سے بچتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال میں رہتے ہوئے وسائل استعمال کرتے ہیں۔

کسب اور صرف کے اسلامی اصول فلاحِ معیشت کا ذریعہ ہیں۔ ان اصولوں کو پسِ پشت ڈال کر جو بھی کسب وصرف کرے گا وہ ناجائز و باطل کے زمرے ہیں آئے گا۔ اور وہ فلاحِ معیشت کے لئے زہرِ قاتل تصور ہو گا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اس دولت کے لئے جو جائز طریقے سے حاصل ہو حسنہ اور فضل کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضل من ربكم۔[20]

ترجمہ: تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

اور وہ مال و دولت جس کو تعلیمات اسلامیہ کے برعکس حاصل کیا گیا ہو اس کے لئے باطل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

يايها الذين اٰمنوا لاتاكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منكم۔[21]

ترجمہ: اے ایمان والو! باطل طریقے سے آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ البتہ یہ (ہو) کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن میں ہے:

قوله عز وجل: **(يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل)** يعني بالحرام الذي لا يحل في الشرع كالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة وشهادة الزور وأخذ المال باليمين الكاذبة ونحو ذلك. وإنما خص الأكل بالذكر ونهى عنه تنبيها على غيره من جميع التصرفات الواقعة على وجه الباطل لأن معظم المقصود من المال الأكل، وقيل يدخل فيه أكل ماله نفسه بالباطل ومال غيره أما أكل ماله بالباطل فهو إنفاقه في المعاصي، وأما أكل مال غيره فقد تقدم معناه۔[22]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے مت کھاؤ"۔ یعنی وہ مال جو شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہو، جیسے سود، جوا، زبردستی چھیننا، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی دینا، اور جھوٹی قسم کھا کر مال لینا وغیرہ۔ یہاں خاص طور پر "کھانے" کا ذکر بطور مثال کیا گیا ہے تاکہ اس سے دیگر تمام باطل طریقوں سے مال حاصل کرنے کی ممانعت واضح ہو جائے، کیونکہ عام طور پر مال حاصل کرنے کا مقصد کھانا اور ذاتی فائدہ ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس میں انسان کا اپنا مال باطل طریقے سے استعمال کرنا بھی شامل ہے، مثلاً اسے گناہوں میں خرچ کرنا، اور دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے لینا تو اس کا معنی پہلے (شروع) میں گزر گیا۔

اس کے برعکس، مغربی معیشت میں وسائل کو صرف محدود مگر قابل تصرف سمجھا جاتا ہے، جنہیں زیادہ سے زیادہ فائدے کے اصول کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔ وسائل کے استعمال میں اخلاقی یا دینی حدود کی کوئی قید نہیں، بلکہ فائدہ اور منافع بنیادی محرک ہوتا ہے۔

اس حوالے سے مشہور مفکر لیونل رابنز اپنی کتاب میں کہتا ہے۔

---

[19] القرآن، الفرقان:67:25

[20] القرآن، البقرة:198:2

[21] القرآن، النساء: 29:4

[22] الخازن، على بن محمد (علاء الدين) متوفٰی 741ھ، لباب التاؤيل فی معانی التنزيل، سورة النساء تحت الآية 29، الطبعة الاولىٰ: 1415ھ، ناشر: دار الكتب العلمية ،بيروت۔ ج: 1، ص: 366

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

> “Economic is the science that studies human behavior as a relationship between ends and scarce means with alternative uses.”[23]
>
> یعنی معاشیات انسان کے اس طرزِ عمل کا مطالعہ کرتی ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بناپر اختیار کیا جاتا ہے جبکہ یہ ذرائع متبادل مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

اسلامی اور مغربی معیشت کے نقطۂ نظر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام وسائل کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت سمجھتا ہے اور ان کے استعمال میں عدل، اعتدال اور اخلاقی حدود کو لازمی قرار دیتا ہے، جب کہ مغربی معیشت وسائل کو محض محدود و قابلِ تصرف مانتی ہے جنہیں زیادہ سے زیادہ فائدے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، خواہ اس میں اخلاقی و روحانی اصولوں کی خلاف ورزی ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام ناجائز ذرائعِ آمدن کو باطل قرار دے کر فلاحِ معیشت کی بنیاد حلال کمائی اور جائز مصرف پر رکھتا ہے، جب کہ مغربی نظام محض منافع کو کامیابی کا پیمانہ بناتا ہے، جس سے معاشرے میں عدم توازن اور معاشی ناہمواری جنم لیتی ہے۔

نتیجہ:

دورِ حاضر میں اسلامی اور غیر اسلامی (مغربی) معیشت کے درمیان نمایاں فکری، اخلاقی، اور عملی فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی معیشت کا تصور ایک ہمہ جہت، اخلاقی اور روحانی اصولوں پر مبنی نظامِ حیات ہے، جس کا مرکزی مقصد فلاحِ انسانی ہے۔ ایسی فلاح جو دنیاوی ضروریات کے ساتھ اخروی نجات کو بھی شامل کرتی ہے۔ اسلامی مفکرین جیسے امام محمد الشیبانی، ابن خلدون، شاہ ولی اللہ علیھم الرحمۃ اور محمد اکرم خان نے معیشت کو رزقِ حلال، عدل، باہمی تعاون اور شریعت کی حدود میں ایک منظم معاشرتی ڈھانچے کے طور پر پیش کیا ہے، جہاں کمائی عبادت اور خرچ انفاق فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔

اس کے برعکس، غیر اسلامی مغربی معیشت خالصتاً سیکولر، مادہ پرست اور نفع اندوز بنیادوں پر قائم ہے۔ ایڈم اسمتھ کے نزدیک معیشت "دولت کا مطالعہ" ہے، مارشل کے نزدیک یہ مادی خوشحالی کے وسائل کی تلاش ہے، جب کہ رابنز نے اسے لامحدود خواہشات اور محدود وسائل کے درمیان انتخاب کا علم قرار دیا۔ یہاں اخلاقی حدود، حلال و حرام کی تمیز اور اجتماعی فلاح کا کوئی قابلِ ذکر تصور موجود نہیں۔ اسلامی معیشت انسان کو ایک ذمہ دار، اخلاقی اور جواب دہ مخلوق تصور کرتی ہے، جب کہ مغربی معیشت میں انسان صرف "معاشی انسان" ہے جو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل اور نفع کے حصول میں مصروف ہے۔ اسلامی معیشت میں وسائل کو اللہ کی امانت، اور ان کے استعمال کو عدل، قناعت اور اعتدال کے اصولوں کا پابند قرار دیا گیا ہے، جب کہ مغربی معیشت میں وسائل کو صرف محدود اثاثہ سمجھ کر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہی اصل ہدف ہے۔ لہٰذا، اگرچہ دونوں نظامات کا موضوع "معیشت" ہے، تاہم اسلامی اور مغربی معیشت میں نظریاتی اساس، انسانی تصور، وسائل کا استعمال اور فلاح کا مفہوم بالکل مختلف بلکہ متضاد ہیں۔ اسلامی معیشت ایک مقدس فریضہ اور اخلاقی فریضہ ہے، جب کہ مغربی معیشت محض دنیاوی فائدے کا ذریعہ۔ اس تقابل سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انسانی معاشروں کی حقیقی فلاح، توازن اور انصاف اسلامی معیشت کے اصولوں ہی سے ممکن ہے۔

---

[23] Dewett, n.d., p. 4